رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵



قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

# الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

## فہرست مضامین






ایڈیٹر:۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

نمبر ۹۶ | مورخہ ۲۰ جون سنہ ۱۹۲۱ء | دو شنبہ | مطابق ۱۳ شوال سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

قیمت [illegible] سالانہ [illegible]


## مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ جمعہ (۱۷ جون) کی صبح کو لاہور سے واپس تشریف لے آئے۔ حضور کی صحت اور سفر لاہور کے متعلق مفصل ڈاکڑی رپورٹ صفحہ ۲ پر درج ہے ٭

خطبہ جمعہ حضور نے خود پڑھا۔ اور افریقہ میں دس ہزار بیعت کرنے والوں کی خوشخبری سنائی۔

مسجد اقصیٰ کے سارے صحن کے لئے نہایت عمدہ اور خوبصورت سائبان بن کر آ گئے ہیں۔ جن پر دو ہزار کے قریب روپیہ صرف ہوا ہے۔ جماعت فیروز پور نے ان کی تیاری میں بہت مدد دی ہے ٭

## خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش

## ایک عظیم الشان بشارت

### افریقہ میں دس ہزار نئے احمدی ٭

مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب نیر مبلغ احمدیت کی طرف سے ۱۲ ماہ حال کی مرسلہ حسب ذیل تار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں لیگوس (افریقہ) سے پہنچی ہے۔

Khalifa-tulmasih Qadian. BATALA.

Recovered. Accept ten thousand baiat. PRAY. "NAYYAR"

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میری صحت بحال ہو گئی ہے۔ دس ہزار آدمیوں کی بیعت قبول فرمایئے۔ اور دعا کیجئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ کے اس خاص فضل پر سجدات شکر بجا لانے اور بہت بہت دعائیں کرنی چاہیئیں کہ خدا تعالیٰ ہمارے ان نئے بھائیوں کو سلسلہ کے لئے مفید اور بابرکت بنائے۔ نیز مکرم نیر صاحب کو بھی دعاؤں میں خاص طور پر یاد رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کا کام اور ان کی ذمہ داریاں دن بدن بڑھ رہی ہیں ٭

# حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت

احباب نے ۱۳ جون کے الفضل میں حضرت خلیفہ ثانی کی علالت کا حال پڑھ لیا ہو گا۔ وہ ۱۱ جون تک کے حالات تھے۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے حالت رو بصحت ہونے لگی۔ اور میں نے بذریعہ خطوط معرفت دفتر ڈاک بعض احباب تک ۱۳ جون تک کے حالات پہنچانے کی کوشش کی۔ اس دن شام کو حضور ڈاکٹری مشورہ کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ سفر اور دیگر ضروری مشاغل کی وجہ سے ۱۳ جون سے بعد کے حالات ۱۶ جون کے اخبار میں نہ دئے جا سکے۔ اس لئے اس اخبار میں مفصل حالات احباب تک پہنچاتا ہوں اگرچہ پرانے ہیں۔ مگر محبت رکھنے والے دوستوں کے لئے نئے ہونگے۔

۱۲ جون کو حضرت صاحب کو بخار سے بفضلہ تعالیٰ آرام رہا۔ اور ۱۳ جون کو زیادہ سے زیادہ حرارت ۹۹.۲ ہوئی۔ اور جلد ہی درجہ صحت تک آگئی۔ مگر کمزوری بدستور رہی۔ اسی روز اتفاق سے ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر ملک عبدالرحمٰن صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس جو حال ہی میں ولایت سے تشریف لائے ہیں۔ حضور کو ملاقی ہوئے۔ اور حضرت صاحب کا معائنہ کیا۔ اور کہا کہ:۔

میری رائے میں آپ کو ایک سال کے لئے تقریر بند کر دینی چاہیئے۔ اور آج ہی پہاڑ پر چلے جانا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا:۔

آپ نے جو کہا ہے کہ تقریر بند کر دوں۔ آپ سے پہلے تمام کے تمام ڈاکٹروں نے بھی رائے دی ہے۔ چنانچہ ۱۹۱۵ء میں ڈاکٹر انیورتھ صاحب کو جب گلا دکھلایا تو انہوں نے کہا کہ تقریر بند کر دینی چاہیئے۔ میں نے کہا۔ ناممکن ہے۔ انھوں نے کہا۔ پھر میرے علاج سے زیادہ فائدہ کی توقع نہیں۔ مگر ایک کام کے شروع کرنے یا بند کرنے کیلئے کئی پہلوؤں پر غور کرنا پڑتا ہے۔ ایک طرف طبی رائے ہے جو تقریر کو بند کرنا لازمی قرار دیتی ہے۔ دوسری طرف جماعت کا تعلق ہے جس کا ہر فرد یہ خواہش رکھتا ہے کہ میری آقا کی گفتگو سے حصہ پایا جائے۔ جیسا کہ ایسی ہو تھوڑی سی گفتگو کی ضرورت پڑے گی۔ حالانکہ انکو اسباب کا علم نہیں ہوتا کہ کب کے لحاظ سے وہ چھوٹی سے چھوٹی گفتگو بھی بڑا ضرر پہنچا سکتی ہے۔ الغرض ایک طرف طبی رائے کو مد نظر رکھنا ہو گا۔ دوسری طرف جماعت کے احساسات اور ضروریات کو بھی دیکھنا پڑیگا۔ باوجود مشورہ کے میں تقریر کا سلسلہ بند نہیں کر سکا۔ گو کسی قدر کمی کی ہے۔ ملک صاحب نے کہا میں تو پھر بھی کہوں گا۔ کہ اگر اس وقت تک تقریریں بند نہیں کیں تو آج سے ضرور بند کر دی جاویں۔

اسی روز لاہور سے اطلاع آئی کہ ڈاکٹر انیورتھ صاحب جو ناک، آنکھ اور گلے کے مخصوص ڈاکٹر ہیں ۱۵ جون تک ہی کام کر سکینگے اور ۱۵ جون کو حضرت صاحب کیلئے وقت دیا ہے۔ بعد مشورہ حضور ۱۳ کی شام کو بغرض لاہور روانہ ہو گئے اور بٹالہ تک بیل گاڑی میں لیٹے ہوئے سفر کیا۔ راستہ میں ٹھیک ہوئے قریب نصف رات کے بٹالہ پہنچے۔ ۱۴ کی صبح کو لاہور پہنچے۔ کوفت سفر اور بخار کی کمزوری کی وجہ سے دن بھر نڈھال رہے مگر خدا کے فضل سے بخار نہ ہوا۔ شام کو ڈاکٹری معاینہ ہوا۔ ناک، گلے اور چھاتی کے معاینے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ناک میں ایک ورم ہے جس جگہ پر جہاں دو بار اپریشن ہو چکا ہے اور اسی وجہ سے گلے میں پرانی Inflammation ہے اور حنجرے پر کچھ بلغم جما ہوا ہے۔ زخم وغیرہ بالکل نہیں ہے۔ حنجرے کے تار خوب مضبوط ہیں اور اچھی طرح حرکت کرتے ہیں۔ چھاتی میں بھی میرے نزدیک کوئی نقص نہیں ہے۔ البتہ دل کمزور ہے۔ ان تمام حالتوں کی وجہ سے کسی اچھے صحت افزا پہاڑ پر چلے جانا چاہیئے۔ اور ناک کی ورم کو کل میں Cauterize کر دوں گا۔ لہذا صبح آجائیں۔

چونکہ رات کو قبض اور نفخ کی وجہ سے سخت تکلیف رہی دو بجے رات نیند نہ آئی۔ اسلئے جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اور عاجز نے مشورہ دیا کہ اپریشن کیلئے یہ حالت موزوں نہیں چنانچہ ڈاکٹر صاحب کو بھی یہی اتفاق ہو گیا۔ ایک دن آرام کے بعد حضور ۱۶ جون کی شام کو واپس دار الامان پہنچے۔ اور انہی دو دنوں میں حضور کی طبیعت میں خاص تغیر ہوا کیا تو بیٹھ کر امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے یا مغرب اور عشاء کی نماز خود پڑھائی اور اگلے دن جمعہ کا خطبہ بھی خود ہی پڑھا جو دو خوبیوں پر مشتمل تھا۔ ایک تو حضور کی صحت یابی کی خبر دیتا تھا دوسرے دس ہزار نئے اشخاص کے سلسلہ میں داخل ہونے کی۔ مگر جس طرح پر حضور نے داخل ہونیوالے دس ہزار افراد کی تعلیم کے فکر کا اظہار کیا ہے اسی طرح میں حضرت صاحب کی جسمانی کمزوری کی فکر کرتا ہوں اور احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ حضور کی صحت کے لیے دعائیں پہلے سے بھی زیادہ زور سے جاری رکھیں۔ خاکسار (ڈاکٹر) حشمت اللہ قادیان

## ولادت

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس عاجز کے گھر فرزند تولد ہوا ہے۔ جس کا نام سلیم احمد رکھا گیا ہے مبلغ عصر غریب۔ نذر الفضل کے لئے ارسال خدمت ہے احباب مولود کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار غلام قادر احمدی۔ سکنہ کوٹ قیصرانی (ڈیرہ غازیخان)

## درخواست دعا

احباب عاجز اور عاجز کے والدین کے لئے دعائے خیر فرمائیں۔ سید محمد عبد الرحیم کوٹ

ایک مقدمہ میں کامیابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ بہادر و قاسم وغیرہ سکنہ کہال۔ ریاست جموں۔

میں دو ہفتہ سے بیمار ہوں۔ احباب میری صحت کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ عاجز محمد حنیف احمدی سوہنگیری

## نماز جنازہ

میری دو لڑکیاں سید بیگم اور رشیدہ بیگم بتاریخ ۲۹ مئی اور ۳ جون ۱۹۲۴ء فوت ہو گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہر دو کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔ خاکسار قاضی فضل الٰہی قریشی اسٹیشن ماسٹر قلعہ شیخوپورہ

آج بتاریخ ۷ ماہ حال جناب والد بزرگوار منشی تاج الدین صاحب احمدی فوت ہو گئے۔ جو کہ حضرت اقدس مسیح موعود کے بہت پرانے مخلص خدام میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں۔ سردار محمد خلف منشی تاج الدین صاحب۔

میری لڑکی غلام فاطمہ چند دن بیمار رہ کر فوت ہو گئی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں اور دعائے مغفرت کریں۔

خاکسار محمد الدین واصل باقی نویس کھاریاں۔

چودہری غلام حیدر نمبردار سکرٹری انجمن احمدیہ چک ۳۳ علاقہ سرگودہا کی والدہ اور بھائی کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔ چودہری صاحب موصوف کی والدہ کو دین سے بہت پیار تھا۔ محمد علی (ہندوملہوتی) قادیان

## ایڈیٹر کی ضرورت

شیخ محمود احمد صاحب ایڈیٹر الحکم کو چونکہ مصر میں تبلیغ کیلئے بھیجنے کی تجویز ہے اسلئے الحکم کو جاری رکھنے کے لئے ایک ایڈیٹر کی ضرورت ہے مضامین نویسی کا شوق رکھنے والے اصحاب درخواستیں بھیجیں۔ ناظر تالیف و اشاعت قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۲۰ جون ۱۹۲۱ء

# انبیاء کی ہتک

## مولوی محمد علی صاحب کے قلم سے

خلفاء کے انکار کا نام فسق ہے۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ فاسق انسان دن بدن نور ایمان سے بے نصیب ہوتا جاتا ہے۔ جیسا کہ تریاق القلوب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا:۔

"اولیاء اللہ کی عداوت سے دوسرا سبب سلب ایمان کا یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اس ولی اللہ کی ہر حالت میں مخالفت کرتا رہتا ہے جو سرچشمہ نبوت سے پانی پیتا ہے جس کو سچائی پر قائم کیا جاتا ہے۔ سو چونکہ اس کی عادت ہو جاتی ہے کہ خواہ نخواہ ہر ایک ایسی سچائی کو رد کرتا ہے جو اس ولی کے منہ سے نکلتی ہے۔ اور جس قدر اس کی تائید میں نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ خیال کر لیتا ہے۔ کہ ایسا ہونا جھوٹوں سے ممکن ہے۔ اس لئے رفتہ رفتہ سلسلہ نبوت بھی اس پر مشتبہ ہو جاتا ہے۔ لہذا انجام کار اس کی مخالفت کے پردہ میں اس کی ایمانی عمارت کی اینٹیں گرنی شروع ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ کسی دن ایسے عظیم الشان مسئلہ کی مخالفت یا نشان کا انکار کر بیٹھتا ہے۔ کہ جس سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ ہاں اگر کسی کا کوئی سابق نیک عمل ہو۔ جو حضرت احدیت میں محفوظ ہو تو ممکن ہے۔ کہ آخر کار عنایت ازلی اسکو تھام لے۔"
(تریاق القلوب صفحہ ۱۲۱-۱۲۲)

مولوی محمد علی صاحب نے خدا تعالیٰ کے محمود خلیفہ موعود کی جب سے مخالفت شروع کی ہے ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ روز بروز ان کے قلم سے وہ تحریریں نکلتی ہیں۔ جو مومن کی شان سے بعید ہیں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں پر سلسلہ نبوت مشتبہ ہو جاتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب سرے سے نبوت کے منکر ہی ہو چکے ہیں۔ اور ایسے منکر کہ ہر نکتہ معرفت جو ذہن محمود سے اس مسئلہ میں نکلتا ہے۔ وہی ان کے نزدیک کلمہ کفر ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ اپنی ایمانی عمارت کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ ایک واقعہ سے اس بیان کی تصدیق پیش کرتا ہوں۔ شاید کسی کے لئے موجب عبرت ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح موعود نے ایک دفعہ اپنی تقریر میں جو انوار خلافت کے نام سے شائع شدہ ہے فرمایا کہ نبی آتے رہینگے۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب کو فکر ہوا۔ کہ اگر نبی آتے رہے۔ تو اسلام تو تباہ ہو جائے گا۔ گویا نبی اسلام کو تباہ کیا کرتے ہیں۔ اور پھر اس پر بھی بس نہ کی۔ بلکہ جملہ انبیاء سابقین کی آمد کے وقت جو فاسقوں اور منافقوں کو اصل مومنوں سے الگ کیا جاتا رہا۔ اس کو لطور شاہد اس طرح پیش کیا کہ گویا نبی مسلمانوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کرتے تھے۔ اور اپنی ڈیڑھ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا بنا لیا کرتے تھے۔ چنانچہ مولوی صاحب کے اصل الفاظ درج ذیل ہیں:۔

"خدارا غور کرو۔ کہ اگر یہ عقیدہ میاں صاحب کا درست ہے کہ نبی آتے رہینگے۔ اور ہزاروں نبی آئینگے جیسا کہ انھوں نے بالصراحت انوار خلافت میں لکھ دیا ہے۔ تو یہ ہزاروں گروہ ایک دوسرے کو کافر کہنے والے ہونگے یا نہیں۔ اور اسلامی وحدت کہاں ہوگی۔ یہ بھی مان لو کہ وہ سارے نبی احمدی جماعت میں ہی ہونگے۔ تو پھر احمدی جماعت کے کتنے ٹکڑے ہونگے۔ آخر گذشتہ سنتوں سے تم ناواقف نہیں ہو۔ کہ کس طرح نبی کے آنے پر ایک گروہ اس کے ساتھ اور ایک خلاف ہوتا ہے۔ وہ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر خدا کل دنیا کی قوموں کو ایک کرنے کا ارادہ ظاہر کر چکا ہے۔ کیا اب وہ مسلمانوں کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا کہ ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہوں۔ اور آپس میں کوئی تعلقات اخوت اسلامی کے نہ رہ گئے ہوں۔ یاد رکھو کہ اگر اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا وعدہ سچا ہے۔ تو یہ مصیبت کا دن اسلام پر کبھی نہیں آسکتا۔ کہ ہزاروں نبی اپنی اپنی ٹولیاں علیحدہ علیحدہ لئے پھرتے ہوں۔ اور ہزارہا ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں ہوں۔ جن کے پجاری اپنی اپنی جگہ ایمان اور نجات کے ٹھیکہ دار بنے ہوئے ہوں۔ اور دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر بے ایمان قرار دے رہے ہوں۔"

(رد تکفیر اہل قبلہ صفحہ ۴۳)

یہ تمام عبارت صراحتاً تمام انبیاء کی ہتک نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر نبیوں کا آنا اسلام کے لئے مصیبت کا دن ہے۔ تو یہ مصیبت بنی اسرائیل پر خدا نے کیوں نازل فرمائی۔ اور اگر نبی کا آنا اسی لئے برا ہے۔ کہ ایک گروہ منکروں کا پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ اور وحدت قائم نہیں رہتی۔ تو خدا تعالےٰ نے کیوں قرآن میں فرمایا ہے۔

کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ ۲/

کیا یہ وحدت اُمت بری معلوم ہوتی تھی۔ اگر واقعی ایسی وحدت جو بے غیرتی۔ ظلم و فسق کے ساتھ ہو بری ہے۔ تو پھر بلاشبہ اگر اُمت محمدیہ میں کبھی ایسی حالت پیدا ہو۔ تو ان کی وحدت بھی کام کی نہیں۔ تاوقتیکہ انہیں سچا تقویٰ پیدا نہ ہو۔ جو تمام انبیاء کی بعثت کی غرض ہے۔ اور ایسے وقت میں انبیاء کا آنا سنت اللہ میں سے ہے۔ جو کبھی بدل نہیں سکتی۔

مولوی صاحب کا طرز تحریر بتا رہا ہے کہ ان کے دل میں ذرا بھی خوف خدا باقی نہیں رہا۔ ورنہ وہ انبیاء

...س ہتک آمیز طرز میں کبھی نہ کہتے۔ کیا انبیاء کی بعثت کو اسلام کے لئے مصیبت کا دن قرار دینے کے یہ معنے نہیں۔ کہ انبیاء کی بعثت ایک مصیبت ہے جسے خدا نے ختم نبوت کے ذریعہ دنیا سے دُور کر دیا۔ الامان۔ الحفیظ۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ

**حضرت مسیح موعود کا مذہب۔**

مولوی صاحب کو حضرت مسیح موعود کی نبوت سے بھی اسی وجہ کر غالباً انکار ہے کہ انکے نزدیک نبی کی بعثت سے اسلام کا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ بلکہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانی پڑی۔ اور جسے مولوی صاحب فراخدلی سے وسیع کرنے کی فکر میں ہیں اور چونکہ وہ وسیع ہو نہیں سکتی۔ تا وقتیکہ آپ کی نبوت کا انکار نہ کیا جائے۔ اسلئے مولوی صاحب نے یہی مناسب سمجھا کہ ...ف آئندہ کے لئے نبوت کا دروازہ بند قرار دیا۔ بلکہ خود حضرت مسیح موعود کی مانی ہوئی نبوت کا بھی انکار کر دیا۔ اور حضرت خلیفہ ثانی کے بہانہ سے حضرت مسیح موعود کے عقائد پر حملہ کر دیا۔ کیونکہ یہ تو مولوی محمد علی صاحب کو بھی علم ہے۔ کہ ڈوئی کو تبلیغ مباہلہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ:۔

"اے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے۔ اور ظاہر ہوتا رہے گا"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷)

...س مولوی صاحب کا حملہ دراصل خلیفہ ثانی پر نہیں۔ ...ر ملت اسلام پر ہے۔ جس نے اسلام کے ...ے روتے ہوئے اپنے بستر کو بارہا تر کر دیا۔ اور جس کے ...ر شب کے نعرے عرش الٰہی تک پہنچے۔ اور خدا ...صرت کو کھینچ لائے۔ اور دنیا پر اسلام قائم ہو گیا ...قہ مٹنے لگ گیا۔ اور غلبہ اسلام کی روشنی مشرق ...غرب سے ظاہر ہونے لگ گئی۔ لیکن اس حقیقی ...ر اسلام کے مقابل مولوی محمد علی کا سلسلہ نبوت ...اس لئے انکار کرنا کہ اس سے تو اسلام مٹ جائیگا ...اس پر اپنے غم و ہم کا اظہار کرنا ایک صریح بناوٹ نہیں ...ر اور کیا ہے؟

مولوی صاحب کے نزدیک تو غلبہ اسلام کے لئے نبی کا نہ آنا ضروری ہے۔ اور قرآن کہتا ہے کہ ہم نبی کو بھیجا ہی اس لئے ہے۔ کہ تا اسلام تمام باطل مذاہب پر غالب ہو۔ اور مسیح موعود کی بعثت بھی اسی آیت قرآنی کے مطابق ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ:۔

"دین اسلام سب دینوں پر غالب آجائیگا۔ اسی کی مانند جیسا کہ کوئی شخص جب ایک بلند منار پر اذان دیتا ہے۔ تو وہ اذان تمام آوازوں پر غالب آجاتی ہے۔ سو مقدر تھا کہ ایسا ہی مسیح کے دنوں میں ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے"

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ ت)

کیا مولوی صاحب مسیح موعود کو اس آیت قرآنی کی رو سے نبی مانینگے یا اپنے عقیدہ کی رو سے یہی کہتے چلے جائینگے کہ یہ بھی غلط ہے۔ یہ آیت مرزا صاحب مسیح موعود کی شان میں نہیں۔ حضرت صاحب نے یونہی لکھ دیا۔ ہم نہیں مانتے۔ کیونکہ اگر اس آیت کی رُو سے مسیح موعود رسول ہیں تو پھر تو اسلام کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ بلکہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جُدا بنجاتی ہے۔ اور چالیس کروڑ سچے مخلص اور فدائی اسلام مومنین کی جماعت کافر ٹھیر جاتی ہے۔ غالباً مولوی صاحب اپنی غلط میزان عقل سے ہی کام لینگے۔ اسلئے ہم اسپر اور کچھ نہیں کہتے۔ ناظرین خود سوچ لیں کہ اس امیر قوم کی کیسی حالت ہے۔

عمر الدین احمدی از شملہ

---

**مدعی سُست اور گواہ چُست**

انجمن احمدیہ کلکتہ کے پریزیڈنٹ صاحب نے ۱۱ مئی ۱۹۲۱ء کے اخبار "سٹیٹسمین" میں مسٹر گاندھی کے نام جو کھلا خط چھپوایا تھا اور جس کا ترجمہ ۲۳ مئی کے "الفضل" میں شائع ہو چکا ہے اس میں پوچھا گیا تھا۔ کہ کیا مسٹر گاندھی کو خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ اور (۲) عدم تعاون کی تحریک کو انہوں نے کسی الہام کی بنا پر جاری کیا ہے؟

یہ سوال اس بنا پر کئے گئے تھے کہ لالہ لاجپت رائے نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا کہ پرماتما کی طرف سے مسٹر گاندھی کو الہام ہوا۔ اور الہام کے مطابق انہوں نے ہڑتال کا طریق جاری کیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض مسلمان کہلانے والوں کی طرف سے بھی ایسے الفاظ استعمال کئے گئے تھے۔ جو ایک ملہم کی شان کے ہی شایاں ہو سکتے ہیں۔

اس کے متعلق مسٹر گاندھی اپنے اخبار ینگ انڈیا میں ایک اخبار کے اقتباس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مجھے یقین ہے کہ میں صرف خدا کی سچائی کا متلاشی ہوں۔ اور میں نے انسان کا تمام خوف اپنے دل سے نکال دیا ہے۔ اسلئے میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ پرماتما تحریک عدم تعاون کے ساتھ ہے۔ مجھے خدا کی مرضی کا کوئی خاص الہام نہیں ہوا۔ میرا پختہ یقین ہے۔ کہ پرماتما روزانہ ہر شخص پر اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن ہم اس باریک آواز کی طرف سے اپنے کان بند کر لیتے ہیں"

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ مسٹر گاندھی نے کسی قسم کا الہام پانے سے صاف طور پر انکار کر دیا ہے۔ اور اپنی کوئی ایسی پوزیشن نہیں بتائی۔ جو روحانی طور پر دوسروں کے مقابلہ میں کوئی خاص خصوصیت رکھتی ہو۔ ایسی صورت میں ان کے متعلق یہ کہنا کہ انہیں کوئی الہام ہوا۔ اور الہام کی بنا پر انہوں نے تحریک عدم تعاون کو جاری کیا۔ مدعی سست اور گواہ چست کی مثال کو زندہ کرنا ہے۔ مسٹر گاندھی کے مذکورہ بالا جواب کو پڑھکر ان مسلمانوں کو جو انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت دیتے۔ انکو بالقوہ نبی بتلاتے اور انہیں "مذکر" کہتے ہیں یا کہنے والوں کو اپنا لیڈر سمجھتے اور انکی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ شرم و ندامت کے گڑھے میں ڈوب مرنا چاہیئے۔

---

**مسٹر گاندھی کے نزدیک پیغمبر بننے کا طریق**

مسٹر گاندھی نے اسی جواب میں خدا کا پیغمبر ہونے سے انکار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔ "ہم سب خدا کے پیغمبر بن سکتے ہیں۔ اگر ہم

انسان سے خوف کھانا چھوڑ دیں " (پرتاپ ۔ ۳۰ مئی ۱۹۲۱ء)

پیغمبر بننے اور بن سکنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے تاہم مسٹر گاندھی کے نزدیک جس "خدا" کے سب لوگ پیغمبر بن سکتے ہیں ۔ اس کی حقیقت ایک دوسرے مضمون میں سرحدی قبائل کے گرد ہی ہوئی گیان کی ہے کہ " اگر ہم خدا یعنی اپنے آپ پر ذرا سا اعتبار کریں تو ہمیں اہل قبائل کے متعلق کوئی تکلیف نہوگی " (پرتاپ ۔ ۳۰ مئی)

گویا مسٹر گاندھی " اپنے آپ " کو ہی " خدا " سمجھتے ہیں ۔ اس لحاظ سے تو وہ ہر ایک کے پیغمبر بننے کا امکان ظاہر کرنے کی بجائے یہ کہہ سکتے ہیں ۔ کہ ہر ایک خدا بن سکتا ہے ۔ اگر وہ اپنے آپ پر ذرا سا اعتبار کر سکے ۔ بات دراصل یہ ہے کہ مسٹر گاندھی " پکا ہندو " ہونے کی وجہ سے نہ تو اس خدائے واحد کی شوکت و عظمت سے واقف ہیں ۔ جو پیغمبر بناتا ہے ۔ اور نہ پیغمبروں کی شان سے آگاہ ہیں ۔ ورنہ وہ یہ نہ کہتے کہ ہر ایک وہ شخص جو انسان سے خوف کھانا چھوڑ دے ۔ پیغمبر بن سکتا ہے ۔

## " ہندو ہندو رہیں اور مسلمان مسلمان "

مسٹر محمد علی نے الہ آباد کانفرنس (منعقدہ ۱۰ ۔ ۱۱ مئی ۱۹۲۱ء) کے ایک اجلاس میں بحیثیت صدر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ :۔

" یہ میرا مذہبی فرض ہے کہ ہندو و مسلمانوں میں اتحاد پیدا کروں ۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ ہندو ہندو رہیں اور مسلمان مسلمان ۔ اگر انہوں نے اپنے اپنے مذہب کو ہی چھوڑ دیا ۔ تو پھر اتحاد کے کچھ معنے نہیں " (مدینہ ۱۷ مئی)

یہ الفاظ ایک ایسے شخص کے منہ سے نکلے جو اپنے آپکو اسلام کا شیدائی کہتا اور حفاظت اسلام کے لئے سب کچھ قربان دینے کا مدعی ہے ۔ نہایت ہی حیرت انگیز ہیں ۔ کیونکہ اسلام اور صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے اپنے ہر ایک پیرو کا فرض قرار دیا ہے ۔ کہ غیر مسلموں کو اسلام کے نور سے منور کرنے کی کوشش کرے ۔ اور جہاں تک اس کی طاقت اور ہمت ہو ۔ تبلیغ اسلام میں لگا رہے ۔ لیکن آہ مسلمان کس قدر بدل گئے ۔ اور انکی حالت کس درجہ قابل افسوس ہو گئی ۔ کہ ان کا ایک خاص لیڈر جسے شریعت اسلام کا پابند ہونے کا بہت بڑا دعوٰی ہے ۔ اعلان کرتا ہے ۔ کہ " ہندو ہندو رہیں اور مسلمان مسلمان " کیوں اسلئے کہ ان میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو ۔ گویا اسلام کی تبلیغ اور اشاعت باعث فتنہ و فساد ہے ۔ جب تک اس کو ترک کر دیا جائے اسوقت تک ہندو مسلمانوں میں اتحاد نہیں پیدا ہو سکتا لیکن کیا مسٹر محمد علی بتا سکتے ہیں ۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اتحاد قائم کرنے آئے تھے یا فتنہ و فساد ۔ اگر رسول کریم امن کے قیام کے لئے مبعوث ہوئے تھے ۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے غیر مذاہب کے لوگوں کو مسلمان بنانا ضروری سمجھا ۔ اور باوجود بڑی بڑی تکالیف اور مشکلات کے اس کام کو جاری رکھا ۔ پھر آپ کے بعد خلفاء راشدین اور دیگر بزرگان اسلام کیوں تبلیغ اسلام کرتے رہے ۔ اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام بناتے رہے ۔ کیا ان کے مدنظر لوگوں میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنا نہ تھا ۔

افسوس ! محض نے اتحاد کی خاطر مسلمان وہ وہ باتیں کہہ رہے ہیں اور ایسے ایسے کام کر رہے ہیں جنھیں اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا ۔ اور اس طرح اسلام کو سخت نقصان پہنچا رہے ہیں ۔

## ابن ظفر علی خان اور اخبار " ذو الفقار "

کچھ عرصہ ہوا ۔ وکیل نے لکھا تھا کہ امرتسر کے ایک ہوٹل میں رات کے اندھیرے میں ایک تانگہ پہنچا ۔ جس میں سے دو برقعہ پوش عورتیں اتر کر اس کمرہ میں داخل ہوئیں ۔ جس میں پنجاب کے ایک مشہور لیڈر کا لڑکا اور اس کا ساتھی فروکش تھے ۔ اور جلتے وقت ایک عورت ایک کی جیب سے ایک ہزار روپیہ کا نوٹ نکال کر لے گئی ۔

اس واقعہ کو جب پبلک میں لایا گیا تھا تو ضروری تھا کہ مشہور لیڈر اور اس کے لڑکے کا نام بھی ظاہر کیا جاتا لیکن وکیل نے اس کے متعلق جرأت سے کام نہ لیا ۔ حال میں اخبار " ذو الفقار " نے اخبار " زمیندار " کے متعلق ایک مضمون شائع کرتے ہوئے ایسے الفاظ لکھے ہیں جنہیں " وکیل " کے مذکورہ بالا بیان کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے ۔ اور وہ یہ ہیں :۔

" ایسے مضامین ہی کی وجہ سے اس (زمیندار) اخبار کا موجودہ مالک شراب خانوں میں ایک بوتل شراب کی قیمت میں ایک ہزار کا نوٹ دیدیتا ہے ۔ اور ایک ہزار کے نوٹ طوائف جیب سے نکال لے ۔ تو کچھ پرواہ نہیں ہوتی ۔ یہ عدم تعاون کے حامی اور فدائے ملت حضرت مولانا ظفر علیخان کے فرزند ارجمند ہیں ۔ باپ قید دنیا کے دوزخ میں جھلسا جا رہا ہے ۔ اور فرزند عیش بازی میں مبتلا ہو کر خلافت اور سوراجیہ فنڈ کا روپیہ جو اس کو ہزاروں کی تعداد میں امداد اخبار میں مل رہا ہے ۔ پانی کی طرح بہا رہا ہے " (ذو الفقار یکم جون ۱۹۲۱ء)

ہم منتظر ہیں کہ زمیندار اس کو درست تسلیم کرتا ہے یا اس کی تردید میں کچھ لکھتا ہے ۔ اور " وکیل " اس راہ نمائی سے فائدہ اٹھا کر اپنے بیان کردہ واقعہ پر مزید روشنی ڈالتا ہے یا نہیں ۔ اگر یہ واقعات ہیں ۔ تو مسلمان سمجھ لیں کہ ان کا روپیہ خلافت کے نام سے جمع کرکے کیسے کاموں میں صرف ہو رہا ہے ۔

## مسٹر گاندھی کی اندھا دھند تقلید

حضور وائسرائے سے مسٹر گاندھی کی ملاقات کا کوئی اور فائدہ ہوا ہو یا نہ ہو لیکن یہ کیا کم ہے ۔ کہ مسلمانوں کی (گو فی الحال انکی تعداد قلیل ہے) کسی قدر آنکھیں کھل گئی ہیں ۔ اور انہیں معلوم ہونے لگ گیا ہے کہ مسٹر گاندھی کے پیچھے بلا سوچے سمجھے اور آنکھیں بند کرکے چلنا ان کیلئے مفید نہیں ہے ۔ انہیں اپنے نفع و نقصان کا خود خیال رکھنا چاہیئے ۔ چنانچہ سہارنپور سے مسلمان لیڈروں کے نام جو پیغام شائع ہوا ہے اسمیں انکو حضور وائسرائے سے ملاقات نہ کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ۔۔ " ہم مہاتما جی کی ہدایت میں اندھا دھند تقلید نہیں کر سکتے " (زمیندار ۲ جون ۱۹۲۱ء) اگر مسلمان پہلے نہیں تو اب ہی اس امر کو اپنے عمل سے ثابت کر دیں تو ایک بات بھی ہے ورنہ یہی سمجھا جائیگا کہ مسٹر گاندھی کے حکم حضور وائسرائے سے ملاقات کرنے پر عوام نے جس ناراضی اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے ۔ اسکی وجہ سے مسلمان لیڈر شرف ملاقات سے باز رہینگے نہ کہ عوام کے مسٹر گاندھی کی اندھا دھند تقلید سے روکنے کی وجہ سے +

# خطبہ عید الفطر

## حقیقی عید کیا ہے؟

(حضرت مسیح موعود کے باغ میں پڑھا گیا)

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۸ رجون ۱۹۲۱ء

تشہد۔ تعوذ۔ تسمیہ اور فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

**انسانی طبائع کا اختلاف**

دُنیا میں دو قسم کی طبیعتیں ہوتی ہیں بعض وہ جو ہر بات کو خواہ وہ کسی قسم کی ہو۔ بُرے معنوں میں لیجاتے ہیں خواہ اچھی خبر ہو۔ تو وہ افسوس کرتے ہیں۔ اور ہر بات کا بُرا پہلو لیتے ہیں۔ خوشی ان کے لئے رنج اور راحت ان کے لئے افسردگی کا موجب ہوتی ہے۔ اور کچھ ایسے ہیں۔ جو ہر بُری بات کو اچھے معنوں میں لیتے ہیں۔ کوئی تکلیف ہو۔ ان کو گھبرا نہیں دیتی۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کو احساس نہیں ہوتا۔ نہیں احساس تو ہوتا ہے مگر وہ برداشت کرتے ہیں۔ ان پر غم کا اثر کم ہوتا ہے جس طرح بعض پر خوشی کا اثر کم ہوتا ہے*

**خلیفہ ثانی کے خطبات عید**

شاید بعض لوگ میرے خطبات عید سنکر کہیں کہ یہ ہمیشہ رنج کی خبریں سُناتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ خدا نے میری طبیعت ایسی بنائی کہ خوشی کی بات کو رنج کی بات بنا دُوں۔ عقلمند انسان ہر ایک بات کو سمجھتا۔ اور اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اور جس سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے عبرت حاصل کرتا ہے پس میں اگر خطبات عید میں اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ سچی عید کیا ہے۔ تو اس سے یہ مطلب نہیں کہ خوشی کو رنج سمجھتا ہوں۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ جس واقعہ سے عبرت حاصل ہو سکتی ہو۔ اس سے عبرت حاصل کریں اور اسکو یونہی نہ جانے دیں۔ آج میں پھر اسی بات کو دُہراتا ہوں۔ جس بات کو قریباً ہر عید کے خطبہ پڑھتا رہا ہوں۔ گو الفاظ اور امثلہ اور طرز بیان میں تبدیلی آگئی ہو*

**عید کے خطبوں میں تکرار**

بس میں آج پھر کہتا ہوں کہ عید ہمیں ایک بات کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اور اس بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ جو یہ ہے۔ کہ انسان کا دل راحت کے سامان چاہتا ہے۔ اور پھر توجہ دلاتا ہے۔ کہ وہ راحت کس طرح حاصل ہوتی ہے۔ کوئی مسلمان عید کے دن کو ماتم کا دن نہیں سمجھتا۔ لیکن کیا ہمارے یہ کہنے سے وہ عید ہو جاتا ہے۔ ہر ایک شخص کے کہنے سے یا شریعت کے عید کہنے سے عید ہر ایک کے لئے عید نہیں ہو سکتی۔ کیا وہ شخص جس کے گھر میں موت ہوئی ہو۔ وہ عید کے دن کو عید سمجھیگا۔ یا کوئی شخص جس کا کوئی رشتہ دار بیمار ہو وہ عید سے خوشی محسوس کریگا۔ یا کوئی شخص قید میں پڑا ہو۔ یا کسی کے ہاں خونریزی ہوئی ہو یا کسی کے ہاں چوری ہوئی ہو۔ ڈاکہ پڑا ہو وہ عید سے خوشی محسوس کر سکتا ہے۔ کسی کے گھر میں لاش ہو۔ یا کسی کی بیوی پاگل خانہ میں ہو وہ عید سے خوش ہو سکتا ہے۔ کیا اس کا دل خوش ہو گا۔ کہ آج عید ہے۔ اس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ عید عید کہنے سے عید نہیں ہوتی۔ بلکہ عید اسی وقت ہوتی ہے۔ جب عید ہو یعنی جب تک عید کے شرائط پورے نہ ہوں۔ اسوقت تک عید عید نہیں بن سکتی۔

یہ سبق ہے جس کی طرف پہلے بھی توجہ دلائی ہے۔ اور آج پھر وہی بات دُہراتا ہوں۔ میں اس بات کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں۔ مگر آپ میں بہت ہیں جنھوں نے اِدھر توجہ نہیں کی۔ اس لئے میں اس کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ اور اس وقت تک جب تک کہ ایک بھی شخص ایسا ہے۔ جس نے توجہ نہیں کی۔ توجہ دلاتا رہوں گا۔ گو میں آپ لوگوں کے احساسات کا خیال کرکے طرز بیان اور امثلہ بدل دوں*

**عید کیا بتاتی ہے؟**

عید کیا ہے۔ سو عید کے لفظ میں ہی یہ بات بتا دی گئی ہے کوئی عید نہیں۔ جسمیں لوگ جمع نہوں۔ سب مذاہب کی عیدوں میں یہی بات پائی جاتی ہے۔ اس فطری قانون نے توجہ دلائی۔ کہ سچی خوشی یہ ہے۔ کہ وصال ہو۔ تم دُنیا کے کسی گوشہ میں چلے جاؤ۔ عید کے مفہوم میں اختلاف نہیں پاؤ گے۔ اور غم کس کو کہتے ہیں۔ اسکو کہ جدائی ہو۔ مل جانے کا نام عید ہے۔ جتنا بڑا ملاپ ہو گا۔ اتنی ہی بڑی عید ہو گی۔ لوگ نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ یہ بھی ایک عید ہے مگر محلہ کے لوگوں کی۔ لوگ جمعہ کے دن جمع ہوتے ہیں۔ یہ شہر کے لوگوں کی عید ہے اور عید میں علاقہ کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ یہ انکی عید ہے اور حج میں تمام دنیا کے مسلمانوں کی عید ہے۔ کہ اسمیں تمام جہان کے مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ اور یہ بڑی عید ہے بتاؤ کہ جب تک حقیقی اجتماع نہ ہو۔ عید کیسے ہو سکتی ہے۔

**کن سے ملنا عید ہے**

اب سوال ہوتا ہے۔ کہ کن سے ملیں۔ اسکو عید ہی کے لفظ سے حل کرینگے۔ اور عید ہی سے پوچھیں گے۔ کہ کن سے ملنا چاہیئے تو جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ملنا ان سے چاہیئے۔ جن سے خوشی ہو۔ اور انہی سے ملنے کا نام عید ہے۔ کیونکہ لوگ لڑائیوں میں ملتے ہیں۔ جبتک جرمن و فرانس کے میدانوں میں لوگ ملے۔ اتنے پہلے کہاں ملے ہونگے۔ مگر ان کا ملنا عید نہ تھا۔ اس سے معلوم ہؤا۔ کہ ملنا وہ عید ہے۔ جو ہمارے لئے مفید ہو پس دنیا کے دستور نے بتا دیا کہ عید وہ ہے۔ جسمیں ملاپ ہو۔ اور ملاپ بھی وہ جو مفید ہو۔ گویا عید اس وجود کے ملنے کا نام ہے۔ جس سے ملنے سے راحت ہو۔ اور اس سے جدائی غم ہے ماتم ہے*

اب کون ہے وہ وجود جس کے ملنے سے فائدہ ہوتا ہے اپنے اپنے حال پر غور کرو۔ بیوی سے ملنا مفید ہے۔ بچے سے ملنا خوشی کا باعث ہے۔ بیوی کا خاوند سے ملنا اس کے لئے مفید۔ دوست کا دوست سے ملنا مفید ہے محلہ دار کا محلہ دار سے ملنا خوشی ہے۔ گورنمنٹ ہمارے لئے مفید ہوتی ہے۔ یہ سب چیزیں اپنی اپنی جگہ مفید

ہیں۔ مگر یہ ہر جگہ اور ہر وقت مفید نہیں۔ نہ یہ ہر وقت ہمارے کام آسکتی ہیں۔ یہ ایک ایک ضرورت کو پورا کرتی ہیں۔ مگر سب ضرورتوں کو پورا نہیں کرتیں۔ پانی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ مگر جب پیاس نہیں تو کسی کام کا نہیں۔ کھانا مفید ہے۔ لیکن اگر کھانے کے لئے دینے کی بجائے ایسا ہو۔ کہ اس شخص کے سر پر اٹھوا دیا جائے۔ یا اس کی کمر کے ساتھ بندھوا دیا جائے تو کھانا اس کو کہاں مفید ہو سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ گورنمنٹ امن قائم کرتی ہے۔ لیکن گورنمنٹ کی موجودگی میں لوگ قتل ہوتے۔ ڈاکے پڑتے اور تو اور گورنمنٹ کو لوگ اُلٹ دیتے ہیں۔ پس معلوم ہوا۔ کہ یہ بھی ہر حال میں کام آنے والی نہیں۔ بیوی بچے مفید ہیں۔ راحت کا باعث ہیں۔ لیکن بیسیوں موقعہ بادشاہوں پر آئے ہیں کہ جب بادشاہ بھاگے ہیں۔ اور انہوں نے دیکھا ہے کہ غنیم جو سر پر ہے۔ وہ ان کے ننگ و ناموس کو خاک میں ملا دیگا۔ تو انہوں نے اپنی بیوی اور لڑکیوں کو ہاتھ سے قتل کر دیا یا اُمراء نے کر دیا۔ یا عورتوں کو جل کر مر جانے کی تاکید کر دی۔ پس یہ بھی ہر حال میں موجب راحت نہیں۔

**ہمارا خدا** ہر حال میں راحت کے لئے ایک ہی ہستی ہے اور وہ خدا کی ذات ہے۔ جو ہر وقت اور ہر حال میں ہمارے کام آتا اور ہمارے لئے ہر ایک راحت کو مہیا کرتا ہے۔ اور کوئی موقعہ نہیں جو ہم پچھتائیں کہ ہم نے کیوں اس سے تعلق کیا۔ ایک انسان شادی کرنے اور اولاد ہونے پر افسوس کرتا ہے۔ جب وہ ان کے لئے خوراک مہیا نہیں کر سکتا۔ وہ اسوقت کہتا ہے کہ ہائے کاش! مَیں نے شادی کی ہوتی اور یہ اولاد پیدا نہ ہوئی ہوتی۔ تا مجھے یہ دن تو نہ دیکھنا پڑتا۔ کہ یہ بھوکے میری آنکھوں کے سامنے تڑپ رہے ہیں۔ وہ شخص جو دشمنوں کے نرغے میں آتا ہے اُس وقت افسوس کرتا ہے۔ کہ میری بیوی اور یہ لڑکیاں کیوں موجود ہیں۔ مگر یہ موقعہ خدا سے تعلق کرنے میں نہیں آتا۔ دنیا کا کوئی رشتہ نہیں۔ جسمیں انسان ہر وقت خوشی محسوس کرے۔ ایسا بارہا ہوتا ہے کہ باپ بچے کے ہونے پر افسوس کرتا ہے اور بچہ باپ کے اور بیوی خاوند کے اور خاوند بیوی کے۔ دوست دوست پر افسوس کرتا ہے۔ اور اس بات پر افسوس کیا جاتا ہے کہ ہم فلاں شہر یا فلاں ملک یا فلاں قوم میں کیوں پیدا ہوئے۔ لیکن اگر کبھی افسوس نہیں ہو سکتا۔ تو وہ محض خدا کی ذات ہے۔ جس سے تعلق پر کوئی شخص افسوس نہیں کر سکتا۔ اور کبھی نہیں کر سکتا۔

**حقیقی عید** پس حقیقی عید کیا ہوئی۔ یہی کہ خدا سے تعلق ہو جائے۔ اس سے ملاقات ہو جائے پھر کوئی برکت نہیں۔ جو حاصل نہ ہو۔ کوئی راحت نہیں جو میسر نہ آئے۔ بلکہ ایسے شخص کے لئے ہر ایک آن عید ہے۔ پس عید کیا ہے۔ خدا سے ملنا۔ اس لئے عید کے دن سے عبرت حاصل کرو۔ اور خدا سے ملنے کی کوشش کرو۔ ایسی کوشش جو کبھی شکست نہ ہو۔ اگر اس کو پا لو گے تو کوئی رنج نہیں۔ جو دور نہ ہو جائے۔ کوئی راحت نہیں جو میسر نہ آجائے۔

جس کو خدا تعالیٰ مل جائے۔ اس کو کوئی موت رنجیدہ نہیں کر سکتی۔ کوئی غصہ دکھ نہیں دے سکتا۔ دیکھو بیوی خاوند جنمیں خوب محبت ہو۔ اور پھر کوئی ایسا وقت جبکہ ایک دوسرے کو یقین ہو کہ ہم میں بہت محبت ہے۔ اسوقت اگر خاوند غصہ والی شکل بنائے بھی تو کیا عورت ناراض ہوگی ہرگز نہیں۔ بلکہ ہنس دیگی۔ اور سمجھیگی کہ یہ بھی پیار ہے پس جس کے ساتھ خدا کو محبت ہو۔ اور جس کا خدا سے تعلق ہو اُسے اگر غصہ کی نظر بھی دیکھئے۔ تو وہ رنجیدہ نہیں ہوگا۔ بلکہ یقین کریگا۔ کہ یہ غصہ نہیں۔ بلکہ یہ بھی ایک اظہارِ محبت کا طریق ہے۔

**مومن کی عید ختم نہیں ہوتی۔** کسی عزیز کی موت اسکو غمگین نہیں کر سکتی۔ کوئی لڑائی کوئی فتنہ اور کوئی منصوبہ اسکو غمگین نہیں کر سکتا۔ کوئی بیماری اور کوئی روگ ہو۔ اس کا دل افسردہ نہیں ہو سکتا۔ پس اگر عید چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریق ہے۔ اور وہ سفید کپڑے پہننے اور سویاں کھانے کا نام عید نہیں ہے۔ بلکہ عید یہ ہے کہ خدا سے تعلق ہو جائے۔ اور بندے کی اس سے صلح ہو جائے۔ یہ عید جب آتی ہے تو جاتی نہیں۔ اور اس عید کے دن کی شام نہیں۔ اس کو کوئی زمانہ مٹا اور ختم نہیں کر سکتا۔ وہ دن ایسا ہے۔ کہ اس کی عید ختم نہیں ہوتی۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ ؎

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

وہ عید نہ اس دنیا میں ختم ہوتی ہے۔ نہ قبر میں ختم ہوتی ہے نہ اگلے جہاں میں وہ ختم ہوتی ہے۔ بلکہ اس عید کا چاند یہاں چڑھنا شروع ہوتا ہے۔ اور اگلے جہاں میں جا کر پورا ہوتا ہے۔

**دوسری عید** پس اس عید سے یہ سبق لو۔ جو خدا نے مقرر کیا ہے۔ دوسری عید جو اس سے چھوٹی ہے۔ مگر ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ سے محبت رکھنے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے بندوں سے محبت کی جائے۔ اور اگر یہ ضروری نہ ہوتا تو بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ ماں باپ کے ذریعہ انسان کو پیدا کرتا۔ یونہی آسمان سے اُتار دیتا۔ یا وہ ضرورتیں جو انسان کے لاحق حال ہیں۔ وہ اور ذرائع سے پوری ہو جاتیں۔ مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی ضرورت ہے۔ بجائے مرد کے لئے عورت پیدا کرنے کے خدا تعالیٰ کوئی ایسا سامان کرتا۔ جو عورت کی ضرورت ہی مرد کو نہ پڑتی۔ لیکن خدا نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ عورت کو پیدا کیا۔ اولاد دی۔ محلہ دار بنائے۔ خدا کا یہ عمل بتاتا ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے سے آپس میں محبت کریں۔ انسان بچوں سے محبت کرتا ہے۔ بیوی سے محبت کرتا ہے۔ رشتہ داروں سے محبت کرتا ہے۔ کیوں کرتا ہے کیوں خدا نے یوں نہ کیا کہ انسان کا یہ تقاضا بغیر ان کے پورا کیا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ خدا کے فرشتے نہیں اُترے۔ اور ان کے ساتھ جماعت نہیں کہلاتے اس سے پتہ لگتا ہے۔ جس قدر لوگوں کے ہم سے اچھے تعلقات نہ ہوں گے۔ وہ ہم سے نفرت کرینگے اور ہماری عید میں اُتنی ہی کمی ہوگی۔ خوشی اسی وقت ہوتی ہے۔ جب اجتماع ہو۔ اور مفید ہو کوئی نہیں جو اجتماع سے ناراض ہوتا ہو۔ کوئی مقرر جب تقریر کرتا ہے۔ اگر اس کی تقریر میں لوگ اُٹھ جائیں۔ تو اسکو تکلیف ہوگی۔ اور اگر بڑھ جائیں

خوشی کا احساس ہوگا۔ پس سوائے مراقی کے کوئی نہیں۔ جس کو اجتماع سے خوشی نہ ہوتی ہو۔

مگر ان سب اجتماعوں سے بڑھکر وہ اجتماع خوشی کا موجب ہوتا ہے۔ جو خدا کے ذریعہ ہو۔ وہ حقیقی اجتماع ہے۔ اور اس سے جو خوشی ہو وہ حقیقی خوشی ہے ماں باپ سے انسان علیحدہ ہو سکتا ہے۔ مگر ایک مومن سے مومن جدا نہیں ہو سکتا۔ کیا ایک مومن کا اجتماع آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چھوٹ سکتا ہے۔ ممکن ہے۔ بیٹا جہنم میں جائے یا باپ۔ لیکن ایک مومن کا مومن سے وہ رشتہ ہے۔ جو قیامت کو بھی جدا نہ ہوگا۔

پس وہ اجتماع جو خدا کے ذریعہ نہ ہو۔ وہ حقیقی عید نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس میں جدائی ہوتی ہے لیکن وہ اجتماع جو خدا کے ذریعہ ہو۔ اور وہ وصال جو خدا کے واسطے سے ہو۔ اس میں جدائی نہیں۔ اسلئے جب تک دنیا میں ایسے لوگ ہیں۔ جن کا تعلق خدا سے نہیں۔ ہم خوش نہیں ہو سکتے۔ اور ہمارے لئے مکمل عید نہیں ہو سکتی۔

**ہم کب خوش ہو سکتے ہیں**

غور کرو۔ اگر کسی شخص کے دیوار بدیوار کوئی لاش پڑی ہو۔ تو وہ انسان اگر اس کے دل میں ذرا بھی شرافت ہے۔ تو راحت میں نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب اس کے رشتہ دار اور اس کے اہل شہر اہل قوم اہل ملک بلکہ تمام دنیا کے لوگ اس سے جدا ہیں تو وہ خوشی کیسے محسوس کر سکتا ہے۔ وہ ضرور افسردہ ہوگا۔ اگر اس افسردگی کو محسوس نہ کرے۔ تو اس کا دل زنگ آلودہ ہوگا پس اگر دنیا میں ایک بھی شخص ہے جو ہم سے علیحدہ ہے تو ہم اس کی علیحدگی کی وجہ سے افسوس اور رنج محسوس کرینگے اور ہم کو خوشی نہیں ہو سکتی۔

یہاں پہونچ کر حضور نے فرمایا کہ مجھے عورتوں کی طرف رقعہ دیا گیا ہے۔ کہ ان کو خطبہ سنائی نہیں دیتا۔ میں آج جس وقت صبح بیدار ہؤا۔ تو میری آواز نہیں نکلتی تھی چنانچہ صبح کی نماز جن دوستوں نے میرے پیچھے پڑھی ہے وہ جانتے ہیں۔ کہ میری آواز کی کیا حالت تھی۔ لیکن یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ اسوقت میری آواز اس صفائی سے نکل رہی ہے کہ حیرت آتی ہے یہ خدا تعالےٰ کا ہی تصرف ہے۔ میں نے پہلے بھی کہدیا تھا کہ مجھے ایسی جگہ کھڑا کرو۔ جہاں سے عورتیں بھی آواز سن سکیں۔ لیکن مجھے یہاں کھڑا کر دیا گیا۔

سلسلہ مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا :-

**وہ بچے جن کے والدین احمدی نہیں**

ہماری کوئی خوشی مکمل نہیں ہو سکتی جبتک ہمارا ایک بھائی بھی امن میں نہ ہو۔ لیکن جب تک تمام بنی نوع انسان امن میں نہ ہوں تو بالکل ہی نہیں ہو سکتی۔ ہمارے کتنے بھائی ہیں۔ جو ان سگے بھائیوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ جو ہم سے علیحدہ ہیں۔ مگر ہم ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ رنج اور تکلیف میں ہیں کتنے احمدی بچے ہیں۔ جن کے والدین محض انکی احمدیت کی وجہ سے ان سے ناراض ہیں اور نہ صرف ناراض ہیں بلکہ ان کے دشمن ہیں۔ تم خود خیال کرو کہ ان احمدی بچوں کے دل کی آج کیا حالت ہوگی۔ ان کیلئے آج خوشی نہیں۔ بلکہ وہ اپنے عزیزوں سے صبح سے طعن سن رہے ہونگے۔ اور ایسے برے سلوک کو برداشت کر رہے ہونگے جس کو انسان گوارا نہیں کر سکتا۔ آج ان کیلئے عید نہیں ہو سکتی ؂

**ایک نو مسلم بھائی کی دردناک حالت**

مثال کے طور پر میں ایک نوجوان کا واقعہ سناتا ہوں۔ جو اسوقت میرے مدنظر ہے۔ سوچو کہ اس کے دل کی کیا حالت ہوگی۔

مدراس میں ایک نوجوان کالج کا طالب علم ہندو سے مسلمان ہوا ہے۔ اس کے ماں باپ سخت درجے کے متعصب لوگ ہیں۔ کچھ عرصہ تک وہ اپنا مذہب چھپائے رہا۔ لیکن اس عرصہ میں اس کے والدین کو اس کے متعلق کچھ شکوک پیدا ہونے لگے۔ وہ اس کے حالات کی کرید میں لگ گئے۔ روز بروز ان کا شک بڑھتا گیا اور وہ اسکو تکلیف دینے لگ گئے۔ مجھے ایک اور شخص نے اس کے حالات لکھے۔ کہ اس کے والدین اسکو بہت تکلیف دیتے ہیں۔ میں نے اس کے نام ایک خط لکھوایا۔ جو اخبار الفضل میں بھی شائع ہو چکا ہے کہ اخیر تکلیف اور شدائد کی آگ میں پڑنے کے ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اگر ہماری جماعت ان تکالیف میں سے گذر جاتی تو پختہ ہو جاتی۔ چونکہ لوگ من حیث الجماعت مصیبتوں میں سے نہیں گذرے۔ اسلئے بعض لوگ تھوڑی سی تکلیف پر گھبرا جاتے ہیں۔ اسلئے تم مصائب و شدائد سے گھبراؤ نہیں۔ بلکہ شکر کرو خدا نے تمہارے لئے بہتری کا سامان کیا ہے۔ اس کے جواب میں اس نے پچھلے دنوں خط لکھا کہ ابھی آپ کا خط آیا جس سے مجھے خوشی ہوئی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مصائب میں سے گذرے بغیر کوئی شخص مضبوط نہیں ہوتا۔ اور میں ان مصائب کے برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جس وقت آپ کا خط پہنچا۔ اسوقت رمضان شروع ہو گیا تھا۔ میں نے روزہ شروع کیا۔ تو میرے دن کے وقت کھانا نہ کھانے سے والدین کو میری نسبت۔ اور شک بڑھ گیا۔ اور انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ تو دن کے وقت کھانا کیوں نہیں کھاتا۔ اس طرح مسلمان دن کے وقت کھانا نہیں کھایا کرتے سارے گھر کے لوگ جمع تھے۔ کہ اسوقت مجھ سے یہ سوال ہوا اور پھر پوچھا گیا کہ کیا تو مسلمان ہے؟ وہ لکھتا ہے کہ یہ سوال تھا۔ جس کے پوچھے جانے کا میں منتظر تھا۔ جسوقت انھوں نے پوچھا میں نے صاف کہدیا کہ ہاں میں مسلمان ہوں۔ میرا یہ کہنا تھا کہ تمام گھر کی حالت بدل گئی۔ اور جوش و خروش شروع ہو گیا۔ اسوقت میرا بڑا بھائی گھر میں تھا۔ اس نے کھانا چھوڑ کر مجھے مارنا شروع کیا اور اتنا مارا۔ اتنا مارا کہ مجھے بے حال کر دیا۔ مگر نہ میں نے بھائی کے مقابلہ میں ہاتھ اٹھایا نہ زبان سے کچھ کہا وہ مارتا رہا اور میں مار کھاتا رہا۔ آخر جب وہ خود ہی مارتے مارتے تھک گیا۔ تو مجھ سے الگ ہؤا۔ اور میں خاموش تھا۔ بھائی کی اس سختی اور میری اس حالت نے ایک اور حالت گھر کی بنادی۔ وہ لوگ جو ایک دم پہلے جوش اور غصہ میں تھے سب رو پڑے۔ اور والد جن کو میں نے کبھی روتے نہ دیکھا تھا۔ وہ بھی بے اختیار رو پڑا۔ اور والد والدہ اور دوسرے عزیزوں نے میرے پیر پکڑ لئے اور کہا۔ کہ تو مسلمان رہ مگر ظاہر نہ ہو۔ اسمیں ہماری ہتک ہے مار کھانا میرے لئے آسان تھا۔ مگر اس نظارے کے لئے میں تیار نہ تھا اسلئے میں بھی کانپنے لگ گیا۔ لیکن میرے دل میں

یہ بات بڑی کہ یہ بھی میری آزمائش ہے۔ اور میں نے اسی حال میں خدا سے دعا کی۔ خدایا مجھے اس امتحان میں ثابت قدم رکھ۔ اس نازک وقت میں میرا قدم حق سے پھسل نہ جائے دعا کے بعد مجھ میں ایک قوت آگئی۔ اور میں نے شرک کی مذمت اور اسلام کی خوبیوں اور خدا کی وحدانیت پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ میں کیوں مسلمان ہوا ہوں۔ اور میں نے اس کے بعد بتایا کہ اے میرے باپ میری جگہ دوزخ میں تم نہیں جاؤ گے۔ اور نہ میں تمہاری جگہ جاؤں گا۔ یہ جو کچھ میں نے کیا ہے حق ہے۔ ہر ایک شخص کو اپنا معاملہ آپ صاف کرنا ہو گا۔ میں دنیاوی معاملات میں آپکا فرمانبردار ہوں۔ مگر دین کے بارے میں آپ کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ میری تقریر سے ان کی نفرت میں اور زیادتی ہو گئی۔ اور میری حالت ایک قیدی کی مانند ہو گئی۔ میں نے والدین سے اجازت چاہی کہ میں عشاء کے بعد باہر تھوڑی دیر کے لئے ٹھیروں۔ تو وہ مجھ کو اجازت نہیں دیتے۔ اور رشتہ دار آتے ہیں اور مجھے اسلام چھوڑنے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ باپ کا کہنا مانو کہ باپ کا درجہ خدا کے درجہ سے بڑھا ہوا ہے اور ہر ایک کو مجھ سے حقارت بڑھ رہی ہے۔ مگر میرا دل مطمئن ہے۔ سوچو کہ آج عید کا دن ہے۔ مگر یہ اس کیلئے کس قدر ابتلاء کا دن ہو گا۔ لیکن یہ حالت ایک قلب کی نہیں ہزاروں لاکھوں قلوب ہیں۔ جن کی یہ حالت ہے۔ ان کیلئے عید کیا خوشی کا موجب ہو سکتی ہے بہت ہیں جو اپنی احمدیت کا اظہار کریں تو ان کے رشتہ دار ان کا خون بہا دیں۔ یہ حالت کیوں ہے؟ اسلئے کہ ابھی تک تمام دنیا نے مسیح موعود کی قدر کو نہیں پہچانا اور لوگ آپ کی مخالفت کر رہے ہیں ؏

غور کرو وہ بچہ جس کے ماں باپ مخالف ہیں۔ اور وہ مسیح موعود کو قبول کرتا ہے۔ اگر ان کے سامنے کہتا ہے تو لوگ جان کے دشمن ہوتے ہیں۔ ورنہ ہر طرح اسکو گلے سے لگانے کو تیار ہیں۔ انکی کیا حالت ہے اور عید ان کو کہاں تک خوشی پہنچا سکتی ہے۔ ہمارے لئے مکمل عید اور پوری خوشی کا دن وہ ہو گا۔ جب دنیا میں سے کوئی شخص ہم سے جدا نہیں رہیگا۔ پس اس کے لئے کوشش کرو۔ اور پوری جد و جہد سے کام لو تا کہ ہمارے لئے حقیقی عید کا دن آئے۔

### نصیحت کرنیوالے ہمیشہ نہیں ملتے

یاد رکھو کہ زمانہ ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہتا حالات میں تغیرات آتے رہتے ہیں یہ خدا کا فضل تھا۔ کہ آج بولنے کی توفیق مل گئی۔ ورنہ اب جو گلے کی حالت رہتی ہے اسکو دیکھتے ہوئے بولنا ایک دور کی امید نظر آتا ہے۔ تحریر بھی کم ہو سکتی ہے۔ بوجہ نظر کی کمزوری کے۔ پس ہمیشہ ایسے دن نہیں رہا کرتے نہ ایسے حالات رہتے ہیں۔ جن سے انسان سبق سیکھ سکے۔ نہ سمجھانے والے ہی ہمیشہ رہا کرتے ہیں۔ آجکل دنیا کی جو حالت ہے کہیں جنگیں ہیں۔ کہیں بیماریاں ہیں۔ کہیں قحط۔ یہ سب حالات دنیا کے سمجھانے کے لئے ہیں۔ مگر یہ حالات ہمیشہ نہیں رہا کرتے۔ آجکل ان حالات کی ایک رو چلی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ غفلت چھوڑ دو اور دل میں فیصلہ کرو کہ ہم تبلیغ میں سست ہونگے نہ ہٹینگے۔ جب تک ایک شخص بھی ہم سے بچھڑا ہوا ہے۔ ہم تمام بچھڑے ہوئے بھائیوں کو جمع کرینگے۔ تب خوش ہونگے۔ اور یہ بھی فیصلہ کرو کہ اگر ہم اس کام میں مر جائیں۔ تو اپنی اولاد کو وصیت اسی کام کے کرنے کی کرینگے۔ اپنے آپ کو ایک قیمتی اور کار آمد وجود بناؤ بیت الخلا کی اینٹ نہ بنو۔ اپنے آپ کو ستون کی اینٹ بناؤ۔ ایک ہو جاؤ۔ متحد ہو کوشش کرو۔ اس وقت تک اس کوشش میں لگے رہو جب تک کہ دنیا میں ایک بھی کافر ہے۔

جب دوسرے خطبے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ:

اصل عید کا تعلق دل سے ہے۔ کوئی آفت کوئی مصیبت کوئی ٹھوکر ہلاکت کا موجب نہیں ہو سکتی۔ اگر دل تندرست ہو۔ انسان جسمانی بیمار بھی ہوتے ہیں۔ مگر انکی بیماری بیماری نہیں کہلاتی لیکن جس کے جسم میں بیماری گھر کر جائے وہ بیمار ہے۔ اگر کسی انسان کا خدا سے تعلق ہو تو دنیا کی کوئی آفت اس کیلئے آفت نہیں پس خدا سے تعلق پیدا کرو۔ معاملات میں عدل و انصاف کرو دوسروں کے حقوق ادا کرو اور یاد رکھو کہ تم سے خدا کا جلال ظاہر نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم اپنی ہر ایک حالت کو درست نہ کرو تم اپنے حقوق پر زور مت دو دیکھو کہ دنیا میں سب سے بڑی غلطی یہی ہے کہ ہر شخص اپنے حقوق کا دوسروں سے مطالبہ کرتا ہے مگر چاہیئے کہ تم دوسروں کے حقوق کو اپنے ذمہ نہ رہنے دو۔ اگر کوئی شخص مقروض ہے۔ اور وہ فی الحال روپیہ نہیں دے سکتا تو اس سے نرمی کرو اگر یہ روح پیدا ہو جائے۔ تو دنیا میں فتنہ نہیں رہ سکتا۔

پس تمہاری عید تب ہو گی جب تمہارے دل ٹھیک ہو جائیں گے خدا سے صفائی کرو اپنے اندر صفائی پیدا کرو۔ اور اس عید کیلئے کوشش کرو۔ جس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔

اب میں دعا کرتا ہوں۔ باقی سب آمین کہیں ؏

## خداوند کریم کی شان میں قابل شرم گستاخی

## "کیا پیسہ اخبار کا ایڈیٹر مسلمان ہے"

اسوقت مسلمانوں کی حالت کیا باعتبار دنیا اور کیا بلحاظ دین جس درجہ اسفل تک گر گئی ہے۔ اس کا دوست دشمن کو اقرار ہے۔ بایں ہمہ ہمارے بھائی کسی مصلح ربانی کے ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ وہ جو چودھویں کا چاند بن کر سمار نبوت پر ضیا بار عالم ہوا۔ اس پر خاک پھینکتے ہیں اور اس مصرعہ پر اپنے عمل سے مہر صداقت لگاتے ہیں ع

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ مے زند

عامی مسلمان تو درکنار اچھے اچھے فہیم اور عالم فاضل ایسی ایسی ناگفتنی باتیں لکھتے ہیں کہ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ ابھی تھوڑی ہی مدت ہوئی مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محل کے چشم و چراغ نے ایک مشرک کی پیروی اختیار کی۔ اور جب دلیل پوچھی گئی تو کمال ڈھٹائی سے فرما دیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک مشرک ہی کو رہنما بنایا تھا۔ پھر ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ کے خلاف علماء نے فتویٰ دیا کہ گائے ذبح کرنا جائز نہیں اور کہنے والوں نے یہاں تک کہدیا کہ خانہ کعبہ میں کیا رکھا ہے خیر یہ تو کچھ دیر کی باتیں ہیں۔ ابھی حال ہی میں جناب حاجی محبوب عالم صاحب حامی ملت بیضاء اسلام کی ستم آرائی دیکھو وہ اپنے پیسہ اخبار میں یہ فقرات ایڈیٹوریل کالم میں چھاپتے ہیں "ایسے زمانہ میں جبکہ خداوند کریم بارش کے معاملہ میں غیر معلوم کیوں رخصت سی کام رہے ہیں۔ خداوند سلطنت کی سالگرہ کی موقعہ پر خطابات کی بارش لگی ہوئی ہے" (روزانہ پیسہ اخبار ۷ جون ۲۱ء ک ۲ سطر ۶)

کیا یہ فقرات جو خداوند قدوس کی نسبت اس شقاوت قلبی و خست فطری کے ساتھ شائع کئے گئے ہیں۔ ایک ایسے اخبار میں چھپ سکتی ہیں جس کا ایڈیٹر مسلمان ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کا لیڈر اور حاجی خانہ کعبہ ہو۔ جیون تت میں اگر ایسی بکواس شائع ہو جاتی تو اگرچہ میرا دل دکھتا۔ مگر مجھے کوئی شکایت نہ تھی

لیکن ستم تو یہ ہے۔ کہ یہ فقرہ پیسہ اخبار نے شایع کیا ہے۔ جو ایک لیڈنگ پیپر ہے۔ اور جسے دعولے اسلام ہے۔ بیرا تو یقین ہے۔ کہ مسلمان تو خیر۔ کوئی خدا پرست خواہ وہ آریہ ہو یا سناتنی یا یہودی اس قسم کا فقرہ خداوند عالم کی شان میں نہیں لکھ سکتا۔ یہ ضرور کسی دہریہ اور شقی القلب ناستک کا کام ہے جسے روز جزا کا کچھ بھی خوف نہیں اور جس کی روحانی آنکھ ایسی اندھی ہے۔ کہ وہ خداوند عالم کی ان رحمتوں کو نہیں دیکھ سکتا۔ جو ہر فرد بشر پر ہو رہی ہیں اور اسے اس بارش کے نہ ہونے کا شکوہ ہے۔ جو اس اور اس کے ہمجنسوں کی سیہ کاریوں کی وجہ سے نہیں ہوتی بجائے ندامت کے وہ یہ گستاخی کرتا ہے۔ اور اس غضب کو اور بھڑکاتا ہے۔ جسمیں پہلے ہی اس دنیا کے نافرمان جل رہے ہیں۔ کیا دوسرے معاصرین جو آج کل اسلام اسلام کرتے ہیں خداوند کریم کی شان میں یہ گستاخی دیکھکر اس کے خلاف آواز اٹھائینگے!

اکمل قادیان

## الفضل کی جلد ہشتم ختم ہو رہی ہے

چونکہ جولائی کے پہلے ہفتے میں الفضل کا سال پورا ہو جائیگا۔ اس لئے نصف سے زیادہ خریداران الفضل کی قیمت ختم ہو جائے گی۔ اور ہمارا فرض ہوگا۔ کہ آیندہ سال کی قیمت وصول کرنے کیلئے وی پی کریں ۔

وی پی کرنے میں نہ صرف ہمارا حرج ہے۔ بلکہ خریداران الفضل کو بھی ۳ر زاید ادا کرنے پڑیں گے۔ اسلئے بہت مہربانی ہوگی۔ اگر میرے معزز کرم فرما خود بخود بذریعہ منی آرڈر قیمتیں بھجوا دیں۔ ۳۰ جون تک انتظار کیا جائے گا۔ اس کے بعد ہم مجبوراً وی پی کر دینگے جو واپس کر دینے کی صورت میں تا وصولی اخبار امانت میں رکھ لیا جائے گا۔

بعض دوستوں نے مجھ سے پوچھا ہے۔ کہ وی پی پر جو رقم لکھی ہوتی ہے۔ چٹھی رساں اس سے ۲ر زائد طلب کرتا ہے۔ یہ درست مطالبہ ہے کیونکہ ۲ر فیس منی آرڈر ہے اور ہم جو ٹکٹ لگاتے ہیں وہ پیکٹ کے رجسٹری کرنے کیلئے ہوتے ہیں۔



## اشتہار دینے والوں کو اطلاع

الفضل سلسلہ احمدیہ کا مسلمہ آرگن ہے اسمیں اشتہار دینے کا اچھا موقعہ ہے۔

# ہندوستان کی خبریں

## ایک کتاب کی ضبطی

الہ آباد ۱۱ جون گورنمنٹ صوبہ ہائے متحدہ نے اعلان کیا ہے کہ کتاب "بلبلان حریت" کے ترانے کو ضبط کر لیا گیا ہے۔ اس میں مختلف شعراء کی سیاسی نظمیں درج ہیں۔ یہ کتاب خلافت کمیٹی جون پور کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔

## الہ آباد میں گرمی کی شدت

الہ آباد ۱۱ جون پچھلے دنوں الہ آباد میں گرمی کی شدت سے متعدد آدمی مر گئے۔

## پرنسپل گڈوانی شکنجہ قانون میں

حیدرآباد (سندھ) ۱۱ جون۔ گجرات ودیا پیٹھ کے پرنسپل گڈوانی اچاریہ پر بڑودہ میں تقریریں کرنے کے جرم میں زیر دفعہ ۱۲۴ الف مقدمہ چل رہا ہے۔

## ایک نرملے مہنت کی طرف سے ایڈیٹر کو نوٹس

مہنت تلسی سنگھ نرملا اٹاری کی نکانہ صاحب ایڈیٹر لائیل گزٹ کو نوٹس دیا ہے کہ چونکہ انہوں نے ۵ جون ۱۹۳۱ء کے لائل گزٹ میں زیر عنوان

## لائیل گزٹ کو نوٹس

"تلسی سنگھ نرملا کی کرتوت" ایک ہتک آمیز بیان شائع کیا ہے۔ اس لئے وہ ۱۰ دن کے اندر غیر مشروط معافی مانگیں۔ ورنہ ان کے خلاف مقدمات دائر کئے جائیں گے۔ اس پر ایڈیٹر لائل گزٹ نے جواب دیا ہے آپ جو کاروائی چاہیں کریں۔ میں جواب ہی کیلئے تیار ہوں۔

لاہور سٹی کانگرس کمیٹی نے ستیہ آگرہ

لاہور سٹی کانگرس کمیٹی کیلئے مسٹر گاندھی اور آل انڈیا کو مسٹر گاندھی کا جواب کانگرس کمیٹی سے جو اجازت طلب کی تھی۔ اس کا جواب کانگرس کمیٹی کو بذریعہ تار مندرجہ ذیل موصول ہوا ہے "آپ کی کمیٹی کے اجلاس کی مخالفت کے متعلق ورکنگ کمیٹی وآل انڈیا کانگرس کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی جب تک جملہ حالات پر غور کر کے منظوری نہ دے۔ تب تک

سرکاری احکام کی نافرمانی یعنی ستیہ آگرہ نہ کیا جائے۔

## اکالیوں نے کھانا چھوڑ دیا

۱۰ جون کے ۱۲ اکالیوں کی گرفتاری کے متعلق خبر شائع ہو چکی ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ وہ سردار سنت سنگھ جتھہ دار کے مقدمہ کی پیشی پر لاہور آئے تھے کہ انہیں سٹیشن پر گرفتار کر لیا گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کی کرپانیں بھی چھین لی گئیں۔ اس لئے انہوں نے کھانا ترک کر دیا ہے۔

## مولوی محرم علی چشتی کا انتخاب جائز رہا

ملک برکت علی وکیل لاہور نے جو درخواست مولوی محرم علی چشتی وکیل لاہور کا انتخاب پنجاب کونسل ناجائز قرار دینے کیلئے دی تھی۔ اور جس میں شہادت کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح لاہور تشریف لے گئے تھے۔ اس کا فیصلہ ہو گیا۔ اور مولوی محرم علی صاحب کا انتخاب جائز رہا۔ اور تحقیقاتی عدالت نے مولوی صاحب کو ملک صاحب سے ۳۰۰ روپیہ دلائے جانے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

## ڈکہ میں نئی سڑک

بالشویک انجنیئر ڈکہ میں ایک چھاؤنی کی تجویز کر رہے ہیں۔ کابل اور ہزارہ کو افغانی چھاؤنی کے درمیان ایک پختہ سڑک بنائینگے تاکہ مشینوں کے حمل و نقل میں سہولت ہو۔

## دو جہازوں کا تصادم

"سٹیڈ ایبیڈز" میں دوشنبہ کی رات کو برٹش انڈیا سٹیم نیوی گیشن کمپنی کے جہازوں ایکاہ اور انگورہ میں تصادم ہو گیا۔ اول الذکر میں رنگون کی ڈاک تھی۔ ایکاہ کا مقدم شکستہ ہو گیا۔ اور انگورہ کے آخری حصہ پر ضرب آئی۔

## انیوالا ومدار ستارہ

کولمبو ۱۱ جون سیلون میں طلوع ہونے والے ومدار ستارہ کے دیکھنے کیلئے خاص تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ یہ ستارہ ۲۵ جون کی رات کو طلوع ہو گا۔

## لاہور میں گرم آندھی

۱۱ جون اور ۱۲ جون کی درمیانی رات لاہور میں گرم آندھی چلی۔ رات بھر لوگ اس کی تپش سے بے تاب و بے قرار رہے۔ محلہ شاہ کنٹھ میں سخت آتش زدگی ہوئی۔ تین چار مکان جل گئے۔

## آگرہ میں پانی کا قحط

آگرہ ۱۰ جون۔ دریا کے خشک ہو جانے سے آگرہ کے نلوں میں کئی دن سے پانی نہیں آیا۔ چنانچہ آگرہ کے باشندوں نے حکومت سے استدعا کی ہے کہ دریا کا تمام پانی نہروں میں نہ دیا جائے۔ اس پر حکومت نے ایک اعلان میں بیان کیا ہے کہ گرمی کی وجہ سے دریا کا بالکل خشک ہو چکا ہے۔ اور جو پانی نہروں سے بچ کر اس میں بھیجا جاتا ہے۔ وہ تمازت آفتاب سے بخارات بن کر اڑ جاتا ہے۔ حکومت اب پرانی نہروں کو صاف کر کے ان کے ذریعہ پانی پہنچائے گی۔

## موپلاؤں کا بائیکاٹ

کالی کٹ ۱۳ جون والوناد کی پولیس چند موپلاؤں کی ایک درخواست کے متعلق تحقیقات کر رہی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ ہم کو بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ اور وہ ممبران خلافت نے ہمیں دق کیا ہے۔

## خلافت اور عدم تعاون

کالی کٹ ۱۲ جون۔ ارناد اور والوناد میں والوں کے لائسنس منسوخ۔ خلافت اور عدم تعاون سے تعلق رکھنے والوں کے لائسنس اسلحہ منسوخ کئے جا رہے ہیں۔

## بمبئی میں دس انچ بارش

بمبئی ۱۳ جون۔ جنوب مشرق کی برساتی ہوا جس سے بمبئی میں بہت بارش ہوئی ہے۔ بمبئی میں حالات امید افزا ہیں کئی دن بارش ہوتی رہی۔ اور بارش کا اندازہ دس انچ لگایا گیا ہے۔

## پنجاب میں بارش کے آثار

شملہ ۱۲ جون۔ آج کی موسمی رپورٹ مظہر ہے کہ دونوں برساتی ہوائیں زور سے چل رہی ہیں۔ خلیج بنگال کی برساتی ہوا اب دریائے گنگا تک آپہنچی ہے۔ مغرب کی برساتی ہوا کشمیر پر اثر کر رہی ہے۔ جو پنجاب اور صوبجات متحدہ میں بھی پھیل جائے گی۔

## حکیم اجمل خاں اور گورنمنٹ انگورہ

انڈی پنڈنٹ کے نامہ نگار کو حکیم اجمل خاں صاحب نے کہا ہے کہ انگورہ کے ناطوبیہ میں جو آگ کی چنگاری بھڑکائی گئی ہے۔ یہ تمام یورپ اور ایشیا کی آتش زدگی کا باعث ہو سکتی ہے۔ انگورہ گورنمنٹ کے خلاف کاروائی خلافت پر آخری ضرب ثابت ہو گی۔ اور تمام مسلمان ایسا ہی سمجھیں گے۔

# ممالک غیر کی خبریں

**مسٹر گاندھی اور وائسرائے کی ملاقات کے متعلق دیوان عام میں بحث**

لنڈن ۷ر جون دیوان عام میں وسکونٹ کرزن نے اس امر کی تصدیق کی کہ مسٹر گاندھی نے عام طور پر بیان کیا ہے کہ لارڈ ریڈنگ کو غالباً ترک موالات کی تحریک کے ساتھ ہمدردی ہے مسٹر مانٹیگو نے جواب دیا۔ کہ ان کی نظر سے ایسا کوئی بیان نہیں گذرا۔ اگر یہ درست ہے۔ تو کوئی شخص اسپر یقین نہیں کر سکتا۔

**لارڈ ریڈنگ و گاندھی کی ملاقات**

وسکونٹ کرزن نے مسٹر مانٹیگو سے پُر زور لہجہ میں کہا کہ مسٹر گاندھی اور لارڈ ریڈنگ کی ملاقات کے متعلق حکام کی طرف سے ایک مستند بیان شائع کر دیا جائے۔

**کا حال شائع ہونا چاہیئے**

مسٹر مانٹیگو نے اسے غیر ممکن خیال کیا۔ اور کہا کہ جب گورنر جنرل نے ایک خلاف دستور بحث و تمحیص کے لئے ملاقات کی ہے۔ تو اس کا شائع کرنا بھی خلاف دستور ہے اگر لارڈ ریڈنگ اسے شائع کرنا چاہینگے تو شائع کر دینگے

**مسٹر گاندھی نے شرائط کو پورا کیا**

دسکونٹ کرزن نے کہا کہ مسٹر گاندھی اس ملاقات کی غرض و غایت اور حالات شائع کرنیوالے ہیں۔ مسٹر مانٹیگو نے جواب دیا کہ انہیں اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ بلکہ بخلاف اس کے انھوں نے سُنا ہے کہ مسٹر گاندھی نے ان شرائط کو بہ احسن وجوہ پُورا کیا ہے ؛

**انگورہ کے رویہ سے برطانیہ کی ناراضگی**

لنڈن ۷ر جون۔ کمال پاشا کے ساتھیوں کا رویہ برطانیہ کے بہت خلاف ہوتا جاتا ہے۔ انگورہ میں برٹش رعایا کے اور کئی آدمی گرفتار کر لئے گئے مصطفےٰ صغیر کی موت کے متعلق انگورہ کی گورنمنٹ نے جو جواب دیا ہے۔ وہ تسلی بخش نہیں ہے۔ مسٹر آئنڈ جارج وزیر اعظم کی علالت کے باعث ابھی انگورہ

کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی تجویز نہیں ہوئی۔

**برطانیہ عظمیٰ سے ترکوں کو شکایات**

برطانیہ عظمیٰ سے جو قید ہی رہا کئے گئے ہیں۔ انہیں ایک بھی قوم پسند لیڈر نہیں۔ دوسرے لنڈن کانفرنس مسالہ تھریس کی نسبت خاص طور پر ناکام رہی ہے۔ جو ترکی کے لئے سب سے زیادہ حیات بخش ہے۔ تیسرے برطانیہ عظمیٰ کے رویہ کے متعلق افواہات اور یونانی حملہ کی پشت پر برطانیہ عظمیٰ کا ہاتھ ہے ؛

**مشرق قریب میں جنگ کا خطرہ**

لنڈن ۷ر جون۔ بعض اخبارات لکھتے ہیں کہ مشرق قریب میں جنگ کا نیا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ ان اخبارات نے لکھا ہے کہ یونانیوں کو کمال پاشا کے خلاف مدد دینے کے لئے برطانیہ کے جنگی جہاز قسطنطنیہ میں پہنچ گئے۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے ان خبروں کی تردید کی گئی ہے ؛

**یونانیوں کی زیادتیاں ثابت**

لنڈن ۸ر جون پارلیمنٹ میں گورنمنٹ کی طرف سے بیان کیا گیا۔ کہ ایشیائے کوچک میں مسلمانوں پر یونانیوں کی زیادتیاں ثابت ہو گئی ہیں۔ اور ان پر گورنمنٹ یونان کو توجہ دلائی گئی ہے

**ہانگ کانگ میں بردہ فروشی**

ڈیلی نیوز رقمطراز ہے کہ ہانگ کانگ میں علانیہ بردہ فروشی ہو رہی ہے۔ چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیاں دلالوں کے ذریعے فروخت ہو رہی ہیں لڑکیوں کو قحبہ خانوں میں داخل کیا جاتا ہے۔ اور جب مقامی قحبہ خانوں میں ضرورت نہ ہو تو دیگر ممالک میں بھیجدیا جاتا ہے۔ لڑکوں سے گھروں میں مشقت لی جاتی ہے ؛

**امریکہ میں خطرناک طوفان**

ہیوبو ۷ر جون۔ یہاں طوفان آب اس قدر تندی سے آیا کہ گھروں کے گھر تباہ ہو گئے۔ نقصان جان کا صحیح اندازہ ناممکن ہے۔ ہزار ہا لوگ بے خانمان پھر رہے ہیں

**سن فینوں کی سازش کا انکشاف**

لنڈن ۸ر جون۔ پولیس ایک خوفناک سازش کا شکار ہوتے ہوتے بچ گیا۔ سن فینوں نے انتظام کیا تھا کہ لنڈن اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کے پٹرول کے ذخیرے کو تباہ کر دیا جائے۔

**کابل کا مشن جرمنی میں**

لنڈن ۸ر جون۔ ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار مظہر ہے کہ محمد ولی خان کا مشن جو ۱۰۔ اپریل کو برلن اس غرض سے پہنچا۔ کہ امیر کی گورنمنٹ کے برسر حکومت آنے کا اعلان کرے اس مشن کی بہت کم حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ اس مشن کی تجاویز کے جواب میں کہا گیا کہ جرمنی افغانستان کو کوئی بھاری مدد نہیں دے سکتا ؛

**کنوارے مرد اور عورتوں پر ٹیکس**

مونٹانا (امریکہ) کی کونسل وضع آئین و قوانین میں ایک مسودہ قانون پیش ہے۔ جس کی رو سے ۲۱ اور ۵۰ سال کے درمیان تمام مرد اور عورتوں پر جو شادی کرنے سے انکار کریں۔ اور جس کا کوئی دوسرا مددگار نہ ہو۔ دو پونڈ فی کس ٹیکس دینا پڑے گا۔ اور یہ روپیہ ریاست کی بیواؤں اور غریبوں کی امداد پر صرف کیا جائیگا ؛

**شاہ یونان سمرنا جا رہے ہیں**

ایتھنز۔ ۹ر جون۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ شاہ یونان۔ ولی عہد وزیر اعظم اور وزیر جنگ کے ہمراہ ۱۱ر جون کو سمرنا جا رہے ہیں۔

**مشرق قریب کی قلعہ گیر فوج**

لنڈن ۸ر جون۔ دیوان عام میں کرنل سیکلے نے بیان کیا۔ کہ اسوقت قسطنطنیہ میں ۵۲۰۰ انگریز ۵۵۰۰ ہندوستانی۔ مصر میں ۱۳۸۰۰ انگریز ۲۲۰۰ ہندوستانی فلسطین میں ۴۴۰۰ انگریز ۱۰۸۰۰ ہندوستانی اور عراق میں ایک ہزار انگریز اور ۵ ہزار ہندوستانی سپاہی ہیں۔

**ایرانی وفد انگورہ میں**

قسطنطنیہ کا تار ہے کہ ایک ایرانی وفد جس کے پانچ ممبر ہیں کمال پاشا کے ساتھ ایران کا اتحاد قائم کرنے کے سوال پر گفتگو کرنے کے لئے انگورہ میں پہنچ گیا ہے ؛

( باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا )